



بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب حامداً ومصلياً

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام (صلو علیہم وعلیٰ آلہم وعلیٰ صحبہم) اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم (جمع میں کی تہ ویری فلم بنانا اسلام اور مسلمانوں کا بدترین مذاق اڑانے کے مترادف ہے، یہ اسلام کے خلاف ایک یہودی سازش ہے، ایسی فلم کا بنانا، دیکھنا اور دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

اس عمل کے ناجائز ہونے کی بے شمار وجوہات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :-

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ اور صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کی ذوات مطہرہ جس تکریم اور عظمت و جلال کی حامل ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان مبارک شخصیات کی زندگی کے حالات کو پورے ادب و احترام کے ساتھ پڑھا، سنا اور عملی طور پر اپنایا جائے، اس کے برعکس پیشہ ور عام گنہگار انسانوں اور بہرہ دہیوں کو مقدس شخصیات کی شکل میں پیش کر کے ان سے مصنوعی نقالی کرنا قرآن کریم کے احکامات اور دین اسلام کے شعائر کو کھیل تماشا بنانے کے مترادف ہے، جو کہ بدعت قرآنی حرام ہے۔ جیسا کہ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿وذر الذین اتخذوا دینہم لعباً ولہواً وغرتہم الحیوۃ الدنیاء ذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت

لیس لہا من دون اللہ ولی ولا شفیع﴾ (الأنعام: ۷۰)

ترجمہ: ”اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ، جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اور اس قرآن کے ذریعے نصیحت بھی کرتا رہ تا کہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ بچس جائے کہ کوئی غیر اللہ اس کا مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو۔

(بیان القرآن، سورۃ الأنعام: ۷۰، ص: ۵۵۹، إدارة تالیفات اشرفیہ)۔

۲۔ اسلام کی نظر میں تصویر سازی نہ صرف فتیح اور حرام ہے بلکہ لعنت اور غضب خداوندی کا مستوجب ہے، چنانچہ تصویر بنانے والے کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

”ان أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة المصوّرون“

ترجمہ: ”قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں سب سے دردناک عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا“۔

(الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب عذاب المصوّرين يوم القيامة، رقم الحديث: ۵۹۵۰، ص: ۱۲۲۳،

مکتبہ دار الکتب العربیہ)۔

اس ارشاد گرامی کے مد مقابل یہ بات بدیہی ہے کہ کوئی فلم بھی جاندار کی تصاویر سے خالی نہیں ہوتی، اور یہی ظلم اور ناپاک جسارت، مذکورہ فلم میں بھی کی گئی کہ آپ ﷺ کے پاکیزہ دور اور مقدس شخصیات کو ایسے ذرائع سے پیش کیا گیا جو خالصتاً معاصی کے لئے استعمال ہوتے ہیں، اور جن کا ناجائز ہونا بیسیوں احادیث سے ثابت ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ فعل نہ صرف حرام بلکہ قرآن وحدیث کی توہین کے مترادف ہے۔

۳۔ حالات و واقعات کی منظر کشی سے متعلق کوئی فلم اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں عورتوں کا کردار نہ ہو، چنانچہ تحقیق کے مطابق ”مذکورہ فلم“ میں بھی یہ کردار موجود ہیں، اس صورت حال کے پس منظر میں تین اہم باتیں پوشیدہ ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ خواتین کا بے حجاب مردوں کے سامنے آنا یا ان کی تصاویر کا بلا ضرورت نا محرموں کو دکھانا، قرآن وحدیث کی رو سے قطعاً ناجائز ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہ ہے۔

﴿وإذا سألتموهن متاعاً فاسألوهن من وراء حجاب﴾ (الأحزاب: ۵۳)

ترجمہ: ”اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو“

(بیان القرآن، سورۃ الاحزاب: ۵۳، ص: ۱۸۵، إدارة تالیفات اشرفیہ)۔



دوسری جگہ ارشاد باری عزوجل ہے۔

﴿وَقُرْنِ فِي بَيْوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الأحزاب: ۳۳)

ترجمہ: اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔

(بیان القرآن، سورۃ الاحزاب: ۳۳، ص: ۱۶۸، إدارة تالیفات اشرفیہ)

امام بیہقی نے اپنی کتاب "السنن الکبریٰ" میں اس مضمون سے متعلق ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔

﴿سَوَّ النَّسَاءَ الْمُتَبَرِّجَاتِ الْمُتَخَيَّلَاتِ وَهِنَّ الْمَنَافِقَاتُ. لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهِنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْمَصِ﴾

ترجمہ: "بدترین عورتیں، بے پردہ گھر سے نکلنے والی، اکڑ کر چلنے والی عورتیں ہیں، وہ نام کی مسلمان (منافق) ہیں، ان میں سے ایک کو چھوڑ کر کوئی جنت میں نہیں جائے گی۔"

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب النکاح، باب استحباب التزوج بالودود الولود، رقم الحدیث: ۱۳۴۷۸،

۱۳۱/۷، دار الکتب العلمیہ)۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرات صحابیات رضی اللہ عنہن جنہوں نے اپنی پوری زندگی تستر اور پردے کی حالت میں گزاری ان طاہرات اور مطہرات ہستیوں

کو عام فاسقہ اور فاجرہ عورتوں کی شکل میں پیش کرنا حیثیت اسلامی اور غیرت ایمانی کے سخت خلاف ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ غیر شعوری طور پر ناظرین کے دلوں میں یہ خیال بڈالا جاتا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کا معمول عام حالات میں بے پردگی کا تھا اور

اس دور میں چہرے کے پردے کا عام اہتمام نہیں تھا، حالانکہ لاتعداد منصوصہ دلائل سے صحابیات رضی اللہ عنہن کا پردے پر اصرار اور مکمل اہتمام ثابت ہے۔

۳۔ ہماری تحقیق کے مطابق "مذکورہ فلم" میں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حالات و واقعات میں بہت سی اسرائیلی روایات اور فرضی تخیلات کو بھی شامل کیا گیا

ہے۔ مثلاً: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح (قربان ہونے والا) دکھایا گیا ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اور یہود کی نقلی ہے،

اس لئے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام۔

جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے آیت ﴿فَبَشِّرْ نَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾ کے تحت لکھا ہے۔

"وهذا الغلام هو اسماعيل عليه السلام فإنه أول ولد بشر به ابراهيم عليه السلام وهو أكبر من

اسحاق باتفاق المسلمين وأهل الكتاب..... وهذا كتاب الله شاهد ومرشد إلى

أنه إسماعيل فإنه ذكر البشارة بغلام حلیم وذكر أنه الذبيح".

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ الصافات، رقم الآیة: ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، سهیل اکیڈمی لاہور)۔

اس صورت حال میں فلم دیکھنے والے غیر اسلامی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات سمجھ کر اسی کو دین سمجھ لیتے ہیں اور ان میں امتیاز نہیں کرتے، لہذا اس سنگین غلطی

میں مبتلا کرنے کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے، جو اس فلم کے بنانے یا دکھلانے والے ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَلِيَحْمِلْنَ أُنْقَالَهُمْ وَأُنْقَالًا مَعَ أُنْقَالِهِمْ﴾

ترجمہ: "اور یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہوں گے اور اپنے گناہوں کے ساتھ کچھ گناہ اور۔"

(بیان القرآن، سورۃ العنکبوت: ۱۳، ص: ۱۰۵، إدارة تالیفات اشرفیہ)۔

نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی ہے:

﴿مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا﴾

ترجمہ: "جو شخص لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے، اس پر ان تمام لوگوں کے گناہوں کا وبال ہوتا ہے جو اس گناہ کی پیروی کرتے ہیں اور یہ (لوگوں کے

گناہوں کا وبال اس پر آنا) ان لوگوں کے گناہوں میں سے کچھ کی نہیں کریگا۔“

(صحیح مسلم، کتاب العلم، رقم الحدیث: ۶۸۰۳، ص: ۱۱۶۵، دار السلام)

۵۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ فلم کا منشا تعلیم و تبلیغ نہیں، ہوتا بلکہ تفریح و تہذیب اور کھیل تماشوں سے لذت حاصل کرنا ہوتا ہے، لہذا اس فلم کے دیکھنے والے دراصل تفریح و تہذیب کی غرض سے فلم دیکھیں گے، نہ کہ علم، نصیحت یا عبرت حاصل کرنے کی غرض سے، جبکہ اسلامی تعلیمات اور واقعات کو سننے سنانے کا مقصد اصلی کھیل تفریح کو بنالینا کسی طرح بھی جائز نہیں، بلکہ اس کا مقصد اصلی نصیحت حاصل کرنا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہ ہے:

﴿وَذَكَرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الذاریات: ۵۵)

ترجمہ: ”سجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔“

(بیان القرآن، سورۃ الذاریات: ۵۵، ص: ۴۵۸، إدارة تالیفات اشرفیہ)

۶۔ اس طرح کی فلموں کے اجراء کا مقصد بعض ملحدین اور مستشرقین یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اس کے ذریعے دین کی اشاعت اور تبلیغ موجودہ زمانے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر کرنا چاہتے ہیں، تو یہ بات واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دین کی ترویج و تبلیغ کے لئے صرف نبی ﷺ کی نوح (طریقہ) قابل قبول ہے، دیگر ناجائز اور حرام طریقوں کے ذریعے دین کی اشاعت نہ صرف مردود بلکہ موجب گناہ ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((ان الخیر لا یأتی إلا بالخیر، ثلاث مرات... الخ))

ترجمہ: ”بھلائی ہمیشہ بھلائی کے ذریعے ہی آتی ہے (آپ ﷺ نے یہ بات بطور تاکید تین بار ارشاد فرمائی)۔“

(شعب الإیمان للبیہقی، باب فی الزهد وقصر الأمل، رقم الحدیث: ۱۰۲۸۹، ۲۷۵/۷، دارالکتب العلمیہ)

امام مالک کا ارشاد ہے:

”لن یصلح آخر هذه الأمة إلا ما أصلح أولها۔“

ترجمہ: ”اس امت کے آخری طبقہ کی اصلاح صرف اسی طریقہ کے ذریعے ہی ممکن ہے، جس طریقہ سے اس امت کے اول طبقہ کی ہوئی۔“

(اقتضاء الصراط المستقیم، ص: ۳۸۱، مکتبۃ نزار مصطفیٰ)

مذکورہ بالا مفسد کی بناء پر نیز دوسرے متعدد مفسد کے پیش نظر ایسی فلم بنانا، دیکھنا، دکھانا اور خرید و فروخت کرنا سب ناجائز و حرام ہے۔ اس گناہ و نئی سازش

کے مرتکب لوگوں پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ و استغفار کریں اور آئندہ کیلئے احتیاط کریں۔

اور تمام مسلمانوں پر اس طرح کی فلموں سے احتراز کرنا لازم ہے اور حکومت وقت کا فرض ہے کہ نہ صرف اس طرح کے کفر و ارتداد پھیلانے والے عناصر کی

گرفت کرے بلکہ آئندہ ہونے والی اس قسم کی سازشوں کا مکمل سد باب کرے۔ فقط

والله تعالى اعلم بالصواب

کتبہ نعمان أحمد عفی عنہ

المتخصص فی الفقه الإسلامی

بالجامعة الفاروقیة بکراتشی

۶ / ۳ / ۱۴۳۱ ھج

۱۸ / ۵ / ۲۰۱۰ ھج

الجواب صحیح
موسیٰ اعفی عنہ
۵۳۱ / ۶ / ۸
۳۱ / ۶ / ۸



الجواب صحیح
موسیٰ اعفی عنہ
۳۱ / ۶ / ۸